بدشگونی اور سحر کی شرعی حیثیت

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

استاذ العلماء حضرت مولانا شمس الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ
استاذ الحدیث جامعہ دار العلوم کراچی

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	بدشگونی اور سحر سے متعلق ایک حدیث نبوی کی تشریح	۵
۱	تَطَیُّر وَطِیَرۃ کے معنی اصلی	۶
۲	تَطَیُّر وَطِیَرۃ کے معنی شرعی	۸
۳	فال اور طِیَرۃ کا فرق	۹
۴	رسول اللہ ﷺ نے فالِ نیک لی ہے	۱۱
۵	فالِ نیک کی صورتیں	۱۱
۶	فال نیک جائز ہے مگر بدشگونی جائز نہیں، کیوں؟	۱۲
۷	بدشگونی اور بدفالی کی صورتیں	۱۳
۸	قرآنی فال کا حکم کیا ہے؟	۱۴
۹	کہانت کے مروجہ طریقے اور اُن کا شرعی حکم	۱۶
۱۰	کاہنوں کے بارے میں حضور ﷺ کی وعیدہ شدید	۱۷
۱۱	سحر کے معنی اور اس کی ابتداء	۱۹
۱۲	فرعونی ساحروں کا انجام	۱۹

۱۳	رسول اللہ ﷺ پر یہودی نے سحر کیا تھا	۲۰
۱۴	جادوگر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد	۲۰
۱۵	حقیقت سحر میں اہل سنت اور معتزلہ کا اختلاف	۲۱
۱۶	سحر کے معانی واقسام	۲۲
۱۷	سحر کی نفس الامری قسم	۲۳
۱۸	سحر کے ایک اور معنی	۲۴
۱۹	سحر کی لغوی اور اصطلاحی تعریف	۲۵
۲۰	اہل بابل کا سحر	۲۵
۲۱	طلسم بھی سحر کی قسم ہے	۲۶
۲۲	سحر اور معجزہ میں فرق	۲۶
۲۳	سحر کے اثرات کتاب وسنت کی روشنی میں	۲۷
۲۴	کیا سحر سے تبدیلی ماہیت وصورت ہوسکتی ہے؟ اہل علم کا اختلاف	۲۸
۲۵	سحر سے تبدیلی ماہیت ہونیکی تائید روایت سے اور علامہ طیبیؒ کا قول	۲۹

۲۶	حضرات فقہاءؒ کی نظر میں عمل سحر کا حکم	۳۱
۲۷	جمہور فقہاءؒ کے نزدیک ساحر کو قتل کرنا ضروری ہے	۳۱
۲۸	تعلیم سحر کا حکم کیا ہے؟	۳۲
۲۹	امام رازیؒ کی رائے اور اس کا ضعف	۳۳
۳۰	جمہور فقہاءؒ اور اکابر صحابہؓ کا ساحر کے بارے میں فتویٰ	۳۴
۳۱	امام شافعیؒ کی رائے	۳۵
۳۲	وظائف اور تعویذات کا حکم	۳۵
۳۳	علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے	۳۶
۳۴	مفہوم حدیث	۳۷
۳۵	خلاصہ کلام	۳۷

بدشگونی اور سحر

سے متعلق ایک حدیث نبویؐ کی تشریح

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

امّابعد! فقد قال رسُول الله صَلّی الله عَلیه وَسلم لیسَ مِنّا مَنْ تَطیَّر اَوْ تُطیِّر له اَو تَکهَّنَ اوتُکهِّنَ لَه اوسَحَر اَوسُحِر له، وَمَنْ أتی کاهنا فصدّ قه بمَا یقولُ فقد کفَر بما اُنزِلَ علی محمّد صلی الله عَلیه

وَسلّم ﷺ (مسند بزاز)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو خود بری فال (بدشگونی) لے یا جس کے لئے بری فال لی جائے، یا جو خود کہانت کرائے یا جس کے لئے کہانت کرائی جائے، یا جو خود جادو کرلے یا جس کے لئے جادو کیا جائے، اور جو شخص کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ چیز (قرآن وشریعت) کا کفر کیا''۔

تَطَیُّر وَطِیَرۃ کے معنی اصلی

مَنْ تَطَیَّرَ، حدیث مذکورہ میں پہلا لفظ تطیَّر ہے جو طیر سے بنا ہے۔ طیر عربی زبان میں پرندوں کو کہتے ہیں ہیں اور تطیُّر کے معنی پرندے کے ذریعے کوئی شگون اور فال لینا، زمانہ جاہلیت میں عرب میں پرندوں، چرندوں، تیروں اور کوؤں کی آواز سے فال لینے کا عام رواج تھا۔ فساد عقیدہ اور توہم پرستی کی بناء پر سفر یا کسی اور اہم کام

سے پہلے اپنے اطمینان خاطر کے لئے وہ اسی قسم کی لایعنی چیزوں کا سہارا لیا کرتے تھے، کبھی تیروں کے ذریعہ فال نکالتے، جسے استقسام بالازلام کہا جاتا تھا، کبھی کوئی پرندہ سامنے سے گزر گیا تو اس سے شگون اور فال لیتے، پرندہ اگر دائیں طرف سے بائیں طرف کو گیا ہے تو اسے نامبارک اور منحوس سمجھتے اور اگر بائیں طرف سے دائیں کو گیا ہے تو اسے فالِ نیک اور مسعود ومبارک خیال کرتے۔

بعض مرتبہ فال لینے کے لئے درخت پر بیٹھے ہوئے پرندہ کو خود پتھر مار کر اڑاتے اور اس سے فال لیتے۔ سفر میں جاتے ہوئے جنگل میں سامنے سے اگر کوئی ہرنی گذری اور بائیں طرف سے دائیں طرف کو نکل گئی تو خوش ہوتے اور سفر کی کامیابی کا یقین کرلیتے، لیکن اگر اس کے برعکس دائیں سے بائیں کو چلی گئی تو اسے منحوس سمجھ کر آگے سفر نہ کرتے اور واپس آجاتے، دائیں سے بائیں جانیوالے جانور کو بارح اور بائیں سے دائیں جانیوالے کو سانح کہتے تھے۔ سانح ان کے خیال میں مبارک مسعود ہوتا تھا اور بارح کو منحوس وشوم سمجھتے تھے۔ یہ تمام مشرکانہ عقائد اور جاہلانہ طور طریقے تھے۔ اسلام نے ان کی بیخ کنی کی ہے اور سختی کے ساتھ ان سے روکا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار لا طِیَرَۃَ فرماکر اس کے بے

اصل اور بے حقیقت ہونے کو ظاہر فرمایا۔ ایک حدیث میں آپ نے تین بار فرمایا کہ

﴿الطِّيَرة شركٌ ، الطِّيَرة شركٌ ، الطِّيَرة شركٌ﴾

''پرندوں کے ذریعے فال لینا شرک ہے۔'' (ابوداؤد وترمذی)

تَطيُّر وطِيَرة کے معنی شرعی

تطیر کے اصل معنی تو یہ تھے جو ابھی ذکر ہوئے۔ مگر پھر شریعت میں یہ لفظ مطلقاً بدشگونی اور بدفالی کے لئے استعمال ہونے لگا۔ اب لفظ تطیر اور طیرۃ جب بولا جائے تو اس سے نحوست، بدشگونی اور تشاؤم مراد ہوتی ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں الطِيرةُ لاتكون الافي الشُؤم اور حافظ ابن حجرؒ نے فمایا کہ الطيرة والتشاؤم بمعنى واحد۔ طیرۃ اور تشاؤم کے ایک ہی معنی ہیں۔

قرآن حکیم میں بھی کئی جگہ یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔

﴿وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوا بِمُوسٰى وَمَنْ مَعَهٗ، اَلَا اِنَّمَا طَائِرُ هُم عِندَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ هُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (سورۃ الاعراف)

"اور اگر ان کو پہنچتی برائی تو نحوست بتلاتے موسیٰ
کی اور اس کے ساتھ والوں کی، سن لو ان کی شومی
تو اللہ کے پاس ہے، پر اکثر لوگ نہیں جانتے"۔
قَالُوْا اِنَّا تَطَيَّرْ نَابِكُمْ کہا بستی والوں نے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین سے) ہم نے نامبارک پایا تم کو قَالُوْا طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ، انہوں نے کہا کہ تمہاری نامبارکی تمہارے ساتھ ہے۔ (سورہ یسٓ) تطیر اور طیرۃ کے علاوہ ایک لفظ فال بولا جاتا ہے۔

فأل اور طِيَرة کا فرق

امام نوویؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے طیرۃ اور تفاؤل کا فرق ظاہر کرتے ہوئے فرمایا کہ شریعت میں طیرۃ بری چیز (یعنی بدفالی) کے لئے اور فال خوشی کی چیز (یعنی نیک فال) کے لئے مخصوص ہے۔ (فتح الباری)

چنانچہ صحیحین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

﴿ لاطيرة وخيرها لفأل قالوا وما الفأل
يارسول الله قال الكلمة الصالحة
يسمعها احد كم ﴾

''یعنی بدشگونی اور بدفالی کی تو اجازت نہیں البتہ ان میں بہتر فال ہے صحابہ نے دریافت کیا کہ فال کیا ہے یارسول اللہ، آپ نے فرمایا کہ اچھا کلمہ جوتم میں سے کوئی سنے''۔

اسی طرح صحیح بخاری کی ایک دوسری حدیث میں ہے۔

﴿ویعجبنی الفال الصالح الکلمة الحسنة﴾

''مجھے نیک فال یعنی اچھے کلمہ سے خوشی ہوتی ہے۔''

سنن ابی داؤدؒ میں حضرت بریدۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿ان النبی صلی الله علیه وسلم کان لایتطیر من شئی وکان اذابعث عاملا یسال عن اسمه فاذا أعجبه فرح به وان کره اسمه .رئی کراهیة ذالك فی وجهه﴾

'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز سے بدشگونی نہیں لیتے تھے یعنی اسے نامبارک اور منحوس خیال نہیں فرماتے تھے، اور جب آپ کسی کو عامل بنا کر بھیجتے تو اس کا نام دریافت فرماتے، اوراس کا

نام آپ کو اچھا لگتا تو آپ خوش ہوتے، اور اگر اس کا نام آپ کو پسند نہ آتا تو اس کی کراہت کا اثر آپ کے چہرہ مبارک پر محسوس ہوتا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فالِ نیک لی ہے

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر قریش کی طرف سے صلح کی بات چیت کرنے کے لئے سہیل بن عمرو آئے، جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ آپ نے ان کو آتے دیکھ کر صحابیؓ سے فرمایا۔ قدسهل لكم من امر كم البتہ تمہارا معاملہ کچھ سہل ہوگیا، اس میں لفظ سہیل سے معاملہ کے سہل ہوجانے کی نیک فال آپ نے لی، اور سہیل چونکہ تصغیر کا صیغہ ہے جو قلت کو ظاہر کرتا ہے اس لئے اس کی مناسبت سے "من امر کم" من تبعیضیہ کے ساتھ ذکر فرمایا۔

حدیث میں ویعجبنی الفأل الصالح الكلمة الحسنة سے اسی قسم کا تفاؤل خیر مراد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا۔

فالِ نیک کی صورتیں

ایسے ہی مثلاً اگر کوئی مجاہد شخص، منصور کا لفظ سن کر یا کسی

منصور نامی شخص کو دیکھ کر اپنے فتح ونصرت کی فال لے، یا کوئی مسافر سالم کا لفظ سن کر اپنی سلامتی وحفاظت کی فال لے، یا کوئی تاجر رباح ورازق کا لفظ سن کو اپنی تجارت میں نفع کا تفأول کرے یا کوئی متاع گم شدہ کا مالک لفظ واجد سن کر اپنی گم شدہ چیز کے واپس مل جانے کا شگون لے تو یہ سب تفأول خیر ہیں جو جائز ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد خیرھا الفأل میں داخل ہیں۔

فال نیک جائز ہے مگر بدشگونی جائز نہیں، کیوں؟

خلاصہ یہ ہے کہ کسی چیز سے بدشگونی یا بدفالی لینا جسے طیرۃ اور تَطَیُّر کہا جاتا ہے یہ تو شرعاً جائز نہیں البتہ نیک شگون اور فالِ نیک لینا جائز ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے بعض علماء کے حوالہ سے لکھا ہے کہ شرعاً فال نیک کے جواز اور فال بد کے ناجائز ہونے کی بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ فال نیک میں اللہ تعالیٰ سے حسن ظن ہوتا ہے جس کا بندوں کو حکم دیا گیا ہے اور فال بد میں اللہ تعالیٰ سے سوءِ ظن ہے جس سے منع فرمایا گیا ہے۔

بدشگونی اور بدفالی کی صورتیں

عرب کی طرح برصغیر ہندو پاک میں بھی شگون اور فال کے مختلف طریقے عوام میں رائج ہیں جو اکثر ناجائز ہیں، مثلاً بعض علاقوں میں بلی کے راستہ کاٹ جانے سے، الو کے بولنے اور اس کو دیکھنے سے یا صبح سویرے کسی تیلی پر نظر پڑ جانے سے بدفالی لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس کی نحوست سے آج تمام دن منحوس گزرے گا اور کوئی کام درست نہیں ہوگا، یہ اور اسی قسم کی بدشگونی کی دوسری باتیں ناجائز ہیں۔

بعض لوگ چوری چکاری ہوجانے پر لوٹے سے فال نکالتے ہیں، جس کے نام کی پرچی پر لوٹا گھوم گیا اس کو چور سمجھ لیتے ہیں، محض اس قسم کی فال سے کسی پر کوئی الزام و بہتان باندھنا اور یقین کرلینا کہ یہی مجرم ہے حرام اور بڑا گناہ ہے۔

بعض لوگ سدھاتے ہوئے طوطے یا مینا سے پرچی نکلوا کر فال لیتے ہیں اور اس پرچی پر لکھی ہوئی عبارت سے مستقبل کے حالات کا پتہ لگاتے ہیں یہ بھی حرام اور شرک ہے۔

قرآنی فال کا حکم کیا ہے؟

بعض لوگ قرآن کریم سے فال نکالتے ہیں۔ اس میں اگر قرآن کریم کے کسی لفظ سے کوئی نیک شگون اور فال نیک لی ہے تو اتنی بات تو جائز ہے، اگرچہ قرآن کریم کے ادب کے خلاف تو یہ بات بھی ہے، چونکہ قرآن، پڑھنے اور عمل کرنے کے لئے اتارا گیا ہے اس قسم کے کاموں کے لئے نہیں، لیکن اگر کوئی بدشگونی اور بدفالی لی ہے تو یہ جائز نہیں۔

اَوْتَکَھَّنَ اوتُکُھِّنَ لہ حدیث بالا میں دوسرا لفظ تکھن ہے جو کہانت سے بنا ہے۔

کھانۃ، بفتح الکاف وکسرھا، کے معنی مستقبل کے خبریں دینا اور پوشیدہ باتیں بتانا (یعنی غیب کی باتیں بتانا) عرب میں زمانہ جاہلیت میں کہانت کا بڑا چرچا تھا۔ جہالت اور توہم پرستی کی وجہ سے کاہنوں کی طرف لوگوں کا بڑا رجوع تھا۔

اس زمانہ میں وہاں کئی قسم کے کاہن ہوا کرتے تھے، اکثر تو اس بات کے مدعی تھے کہ جنات ہمارے تابع ہیں جو ہمیں آئندہ کی خبریں پہنچاتے ہیں۔ بعض کہتے تھے کہ ہمیں خود مستقبل کے حالات

کا پتہ چل جاتا ہے گویا وہ علم غیب کے مدعی تھے، کچھ ایسے تھے جو اسباب ظاہرہ یا قرائن وعلامات اور قیافہ کے ذریعہ مستقبل میں پیش آنے والے حالات اور پوشیدہ امور کی نشاندہی کیا کرتے تھے ان کو عرّاف بھی کہا جاتا تھا۔

ان میں سے پہلی قسم کے بارے میں حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمانوں میں مستقبل کے بارے میں ہونیوالے فیصلوں کو سن کر فرشتے جب نیچے بادلوں میں آ کر اس کا آپس میں تذکرہ کرتے ہیں تو شیاطین وجنات چوری چھپے کان لگا کر ان کی باتیں سننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر فرشتوں کی کوئی بات ان کے کان میں پڑگئی تو وہ اس میں سو جھوٹ اپنی طرف سے ملا کر زمین پر آ کر بڑے رازدارانہ انداز سے کاہنوں کے کانوں میں اسے پروتے ہیں (بخاری) کاہن وہ باتیں لوگوں کو بتاتے ہیں۔ ان میں سے جو بات فرشتوں سے صحیح طور پر سنی ہوئی ہوتی ہے وہ تو سچ نکل آتی ہے اور جو جھوٹ اس میں ملائے تھے وہ سب غلط ثابت ہوتے ہیں۔ اس اکا دکا بات کے صحیح ہوجانے کی وجہ سے لوگ کاہن کے معتقد ہوجاتے ہیں اور اس کی شہرت ہوجاتی ہے اور یوں سمجھا جانے لگتا ہے کہ کاہن جو کہتا ہے ویسا ہی ہوتا ہے اور

لوگ اسے مافوق الفطرت اور غیب دان تصور کرنے لگتے ہیں جو شرک اور حرام ہے۔

کاہنوں کی دوسری قسم جو خود علم غیب کے مدعی تھے۔ یہ پہلی قسم سے بھی بدتر ہے اور ان کی بات پر اعتماد کرنا شرک جلی ہے۔

کاہنوں کی تیسری قسم جو علم غیب کے مدعی تو نہیں تھے مگر قرائن وعلامات کی بنیاد پر اپنی خبروں کے یقینی ہونے کا دعویٰ کیا کرتے تھے۔ ان پر یقین کرنا اور ان کی تصدیق کرنا بھی حرام ہے۔ مستقبل کی باتوں کا یقینی علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔

کہانت کے مروجہ طریقے اور اُن کا شرعی حکم

کہانت کے ان طریقوں کے علاوہ وہاں اور بھی بہت سے طریقے کہانت کے مروج تھے۔ برصغیر ہندوپاک میں بھی کہانت کی بہت سی صورتیں رائج ہیں۔ علم رمل وجفر کے ذریعہ مستقبل کا پتہ لگانا، ستاروں کی چال (علم نجوم) کے ذریعہ، ہاتھ کی لکیروں کے ذریعہ، نام کے پہلے حرف اور حساب ابجد کے ذریعہ زندگی کے حالات اور آئندہ کی خبریں دینا، زائچہ بناکر پیش آنیوالے حوادث وواقعات کا سراغ لگانا، سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر بیٹھے ہوئے خود ساختہ

پروفیسروں، جوتشیوں ، نجومیوں ،پامسٹوں، طوطوں اور میناؤں کے ذریعہ شادی بیاہ ،روزگار، اولاد ، صحت اور مقدمہ کی ہار جیت جیسے مستقبل کے پوشیدہ حالات ومعاملات دریافت کرنا کرانا اور ان پر یقین کرلینا، یہ سب کہانت ہے جو حرام اور شرک ہے۔

کاہنوں کے بارے میں حضور ﷺ کی وعید شدید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بالا میں ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ ہم میں سے نہیں ہیں۔ یہ ہمارے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

﴿مَنْ أتٰی کاهِنًا فَصَدَّقه بما یقول أو اتیٰ امرأتَه حائضا اَوْ اتی امرأته فی دبرها فقد برئ مما أُنزل علی محمّدؐ﴾ (رواہ احمد وابوداؤد)

”جو شخص کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی یا اپنی بیوی سے اس کے زمانہ حیض میں صحبت کی یا اپنی بیوی سے لواطت کی تو وہ شخص

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری ہوئی
چیز (قرآن وشریعت) سے بیزار وبے تعلق
ہے۔"

اگر وہ ان کاموں کو حلال اور جائز سمجھ کر کرتا ہے تو کفر ہے ورنہ بدترین گناہ کبیرہ اور حرام تو ہے ہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سلسلہ میں ایک اور ارشاد ہے۔

﴿من أتى عرافاً فساله عن شئى لم
تقبل له صلوة اربعين ليلة﴾ (مسلم)

"جو شخص کسی عرّاف کے پاس آیا اور اس سے
کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا (اور اس کی
تصدیق کی) تو اس کی چالیس راتوں کی نمازیں
قبول نہیں ہوں گی۔"

عرّاف دراصل اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی مسروقہ یا گم شدہ چیز کا قرائن سے پتہ بتائے، مگر یہاں اس سے کاہن، نجومی، عرّاف اور مستقبل کی پوشیدہ باتیں بتانے والے سب مراد ہیں۔ (خطابیؒ)

ان پر یقین رکھنے اور ان کی تصدیق کرنیوالوں کا حکم یکساں ہیں جو مذکورہ احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔

سحر کے معنی اور اس کی ابتداء

أوسَحَر له أوسُحِرله حدیث بالا میں تیسرا لفظ سحر ہے جو سحر سے بنا ہے۔ جس کے معنی جادو ہیں۔ جادو کرنے کرانے کا مذموم عمل بھی زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ابتداء زمانہ نوح علیہ السلام سے بھی پہلے ہو چکی تھی۔

فرعونی ساحروں کا انجام

بنی اسرائیل بالخصوص حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اس کا بڑا چرچا تھا۔ فن جادوگری اور شعبدہ بازی میں مہارت کو بڑا کمال سمجھا جاتا تھا۔ فرعون مصر نے اپنے تاج وتخت کی حفاظت کے لئے مستقل طور پر جادوگروں کی ایک جماعت پال رکھی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں بقول بعض مفسرین ملک کے اسّی ہزار چیدہ چیدہ جادوگر میدان میں آئے جنہوں نے اپنے جادو اور شعبدوں کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ مگر معجزہ کلیم اللہ نے ایک ہی لپک میں ان کے طلسم فریب کا صفایا کر کے انہیں ،آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ۔ رَبِّ

مُوْسٰی وَھَارُوْنَ کہتے ہوئے رب جلیل کے سامنے سربسجود ہونے پر مجبور کردیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہودی نے سحر کیا تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایک یہودی لبید بن اعصم نے جادو کیا تھا جس کا حدیث میں ذکر ہے۔ یہودیوں سے اختلاط کی وجہ سے عرب کے دوسرے لوگوں میں بھی جادو کرنے کرانے کا رواج پڑگیا تھا آج تو دنیا کے ہر علاقہ میں یہ وبا عام ہے۔حسد، بغض، عداوت اور معمولی معمولی باتوں پر جادو ٹونا کرنا کرانا عام ہوگیا ہے۔ بعض بدبخت تو جادو کے ذریعہ دوسروں کے گھر کی بربادی حتی کہ ان کی جان تک لینے سے نہیں چوکتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا خوف اور آخرت کی فکردلوں سے بالکل جاتی رہی ہے۔ جادو کرنا ، کرانا حرام اور بدترین گناہ کبیرہ بلکہ بعض صورتوں میں اس سے ایمان ہی ختم ہوجاتا ہے اس جادوگر کو قتل کرنا واجب ہوجاتا ہے۔

جادوگر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں جادو کرنے ، کرانے والے کے بارے میں سخت زجروتنبیہ کا کلمہ فرمایا کہ ''لیس

منا'' یہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔

فائدہ خاصہ: سحر جسے عرف عام میں جادو کہا جاتا ہے اس کی بہت سی انواع واقسام ہیں۔

حقیقت سحر میں اہل سنت اور معتزلہ کا اختلاف

سحر کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ یہ کوئی واقعی اور نفس الامری چیز ہے یا محض خیالی اور وہمی شئی ہے، جمہور اہل سنت کے نزدیک سحر ایک نفس الامری حقیقت اور واقعی چیز ہے۔ صرف خیالی شئی نہیں ، مگر جمہور معتزلہ اور بعض شوافع اسے صرف وہمی اور خیالی چیز قرار دیتے ہیں جس کی نفس الامر میں کوئی حقیقت نہیں (شرح مقاصد) ان کا استدلال وَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِ هِمْ أَنَّهاَ تَسْعٰى اور سَحَرُ وْا اَعْيُنَ النَّاسِ جیسی نصوص سے ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں جادو گروں کے سحر کی وجہ سے ان کی لاٹھیاں اور رسیاں دوڑتی ، اڑتی محسوس ہورہی تھیں اسی طرح ''سَحَرُ وْااَعْيُنَ النَّاسِ کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں کی آنکھوں کو انہوں نے مسحور کردیا تھا یعنی ان کی نظر بندی کردی تھی۔ گویا یہ سب کچھ صرف قوت خیالیہ کا تصرف اور اس کی شعبدہ بازی تھی جس کی واقعی حقیقت کچھ نہیں تھی۔

اہل سنت کہتے ہیں کہ وَيُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ سے معلوم ہوتا ہے کہ سحر کی تعلیم و تعلم ہوتی ہے اور تعلیم و تعلم واقعی شئی کا ہوا کرتا ہے خیال اور وہمی کا نہیں۔ اسی طرح حق تعالیٰ نے فرمایا مَاجِئْتُمْ بِهِ السِّحْرَ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ "جو تم لائے ہو سحر ہے یقیناً اللہ اس کو ابھی باطل کردے گا۔" اس میں ابطال سحر کا وعدہ فرمایا گیا اور ابطال واقعی چیز کا ہوا کرتا ہے۔ جو چیز خیالی اور وہمی ہو وہ تو خیال اور وہم کے زوال کے ساتھ خود بخود زائل ہوجایا کرتی ہے اسے مستقل طور پر باطل کرنے کی حاجت نہیں اور یہاں ابطال کی نسبت بھی اللہ تعالیٰ نے خود اپنی طرف کی جس سے معلوم ہوا کہ یہ کوئی نفس الامری شئی ہے، خیالی نہیں۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کے اثرات کا ہونا واقعی بات تھی نہ کہ خیالی وہمی جس کے ابطال کے لئے معوذتین نازل فرمائی گئیں۔

سحر کے معانی واقسام

البتہ حافظ ابن حجرؒ نے امام راغبؒ کے حوالہ سے سحر کے کئی معانی ذکر کئے ہیں۔ ان میں سے ایک معنیٰ محض قوت خیالیہ کی مدد سے

کوئی تصرف کرنا یا کسی شاطرانہ چال سے کسی کو فریب دیدینا بھی ہیں، جسے عرف عام میں ہاتھ کی صفائی، نظر بندی یا شعبدہ بازی کہا جاتا ہے۔ جس کی حقیقت کچھ نہیں ہوتی، صرف نظر کا دھوکہ اور قوت خیالیہ کا کھیل ہوتا ہے۔

یعنی یہ بھی سحر کے ایک معنی اور اس کی ایک قسم ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ سحر کے کوئی حقیقی اور نفس الامری معنی نہیں ہیں اور اس کی کوئی حقیقت واقعیہ نہیں ہے۔ ایسا نہیں، بلکہ سحر کی ایک مستقل قسم وہ ہے جو واقعی ہے اور نفس الامر میں پائی جاتی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ سحر کے معانی نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

سحر کی نفس الامری قسم

﴿ الثالث مایحصل بمعاونة الشیاطین بضرب من التقرب الیهم والی ذالك الاشارة بقوله تعالیٰ ولکن الشیطین کفروا یعلمون الناس السحر﴾

'' سحر کی تیسری قسم وہ ہے جو شیاطین سے خصوصی قرب وتعلق کی بناء پر ان کی مدد سے حاصل ہوتی ہے

اور

﴿ولكن الشيطين كفروا يعلمون الناس السحر﴾

میں اسی قسم کی طرف اشارہ ہے۔ سحر کی یہ قسم واقعی اور نفس الامری ہے، چونکہ تعلیم وتعلم واقعی چیز کا ہی ہوا کرتا ہے خیالی اور وہمی کا نہیں۔

ممکن ہے کہ معتزلہ نے سحر کے پہلے معنی کے اعتبار سے اس کو خیالی چیز قرار دیا ہو، اور اہل سنت نے اس دوسرے معنی کے لحاظ سے اسے واقعی اور نفس الامری شئی کہا ہو۔ اگر ایسا ہے تو پھر ان کا یہ صرف نزاعِ لفظی ہوگا۔

سحر کے ایک اور معنی

اسی طرح سحر کا اطلاق ایسی لطیف اور دقیق چیز پر بھی ہوتا ہے جس کا ادراک آسان نہ ہو، یا اس کے اسباب پوشیدہ ہوں، چنانچہ کسی لطیف حیلہ سے بچہ کو اپنی طرف مائل کرنے کو اسی معنی کے لحاظ سے سحر کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ "سحر ت الصبی ای خادعتُه واستملتُه" اورحدیث میں "وان من البیان لسحرا" بھی اسی معنی کے اعتبار سے فرمایا گیا، چونکہ بعض بیانات اپنی سلامت

اور غایت فصاحت وبلاغت کی وجہ سے جادو اثر اور استمالۂ نفوس کا سبب ہوتے ہیں اور غیر شعوری طور پر سننے والے کو متاثر کرتے ہیں۔

سحر کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

اسی لئے لغت میں سحر کے معنیٰ ''کل مادق ولطف مأخذہ'' آتے ہیں (جوہری) اور اصطلاح میں اس کی تعریف ''مزاولة أعمال مخصوصة تظهر منها الغرائب'' کی جاتی ہے۔ (سیالکوٹی)

اہل بابل کا سحر

سحر کے ایک اور معنی یہ ہیں کہ نجوم وکواکب سے استعانت کے ذریعہ ان کی مزعومہ باطنی کی مدد سے کوئی عمل کیا جائے۔ اہل بابل میں سحر کی اس قسم کا زیادہ رواج تھا۔ وہ نجوم پرست تھے، سبع سیارات کو وہ اپنے معبود اور اس عالم میں ان کو مؤثر وفعال سمجھتے تھے۔ ان سات ستاروں کے ناموں کے بت بنا کر ان کی پوجا کیا کرتے تھے اور عمل سحر میں ان کو مخاطب بنا کر ان سے مدد مانگتے اور اپنے گمان کے مطابق ان کی روحانی اور باطنی تاثیرات کے ذریعہ اپنے سحر

کو مؤثر بناتے تھے، یہ لوگ علم نجوم کے بڑے ماہر تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام ان ہی کی طرف مبعوث فرمائے گئے۔ (فتح الباری)

طلسم بھی سحر کی قسم ہے

اسی قسم کے سحر کی ایک نوع طلسم کہلاتی ہے۔ اس میں بھی کواکب اور ان کی گردش اور ان کی منازل و بروج کا لحاظ رکھ کر عمل کیا جاتا ہے۔ مثلاً ان کے یہاں قمر کے برج عقرب میں ہونے کے وقت انگشتری پر شبیہ عقرب کندہ کرا کے استعمال کرنا لدغ عقرب سے حفاظت کا سبب تصور کیا جاتا ہے۔ (فتح الباری)

لیکن یہ عمل بھی اگر کواکب اور ان کی منازل کو مؤثر حقیقی سمجھ کر کیا گیا تو حرام اور شرک ہے۔

سحر اور معجزہ میں فرق

معجزہ کی طرح سحر بھی اکثر علماء کے نزدیک خوارقِ عادات میں شمار ہوتا ہے مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ معجزہ خالصتاً وھبی اور غیر اکتسابی چیز ہے جو صرف انبیاء علیہم السلام کو ان کے دعوی نبوت کی تصدیق کے طور پر منجانب اللہ عطا کیا جاتا رہا، اور سحر محض اکتسابی شئی

ہے، اپنی محنت اور کسب سے کوئی بھی اس کو حاصل کرسکتا ہے۔ یعنی سحر تو تعلیم وتعلم کے ذریعہ حاصل ہوسکتا ہے مگر معجزہ نہیں۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی موہبت خاصہ ہے۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ سحر کا معارضہ اور توڑ ہوسکتا ہے لیکن معجزہ کا توڑ اور مقابلہ ممکن نہیں۔

تیسرا فرق یہ ہے کہ سحر کا صدور صرف فاسق اور بددین آدمی سے ہوتا ہے، اور معجزہ اپنے زمانہ کے سب سے اتقی اور معصوم انسان یعنی اللہ کے نبیؑ کے ہاتھ پر ظاہر ہوا کرتا تھا، امام الحرمینؒ نے اجماع نقل کیا ہے کہ

﴿ ان السحر لا يظهر الامن فاسق وأن الكرامة لا تظهر على فاسق﴾

سحر کے اثرات کتاب وسنت کی روشنی میں

سحر کے اثرات سے جسم انسانی اور دل ودماغ کا متأثر ہونا، مختلف قسم کے عوارض وامراض کا لاحق ہوجانا، باہمی اختلافات اور تفریق بین الزوجین جیسے مفاسد کا وجود میں آنا یہ سب ایسی چیزیں ہیں جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کتاب وسنت کی نصوص میں بھی اس

کی تصریح موجود ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لبید بن اعصم یہودی نے جب سحر کیا اس وقت سحر کی وجہ سے آپ کی یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ آپ نے جو کام ابھی تک نہیں کیا ہوتا تھا اس کے بارے میں آپ کو خیال ہوتا کہ کرلیا ہے۔ بعض مرتبہ خیال ہوتا تھا کہ میں ازواج کے پاس ہو آیا ہوں حالانکہ آپ گئے نہیں ہوتے تھے، مگر ان اثرات کا ظہور آپ پر صرف دنیوی چیزوں میں ہوتا تھا، دینی امور میں آپ معصوم تھے۔اس میں اشتباہ والتباس سے اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرماتے تھے، بعد میں اللہ تعالیٰ نے سحر سے آپ کو مکمل شفا عطا فرمادی۔

اسی طرح سحر کے ذریعہ زوجین کے درمیان تفریق وجدائی کرانے والوں کا ذکر تو قرآن حکیم نے خود کیا ہے۔

﴿فَیَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا یُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ﴾

کیا سحر سے تبدیلی ماہیت وصورت ہو سکتی ہے؟

اہل علم کا اختلاف

لیکن اہل علم کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا سحر کے ذریعہ کسی چیز کی ماہیت وصورت کو بھی تبدیل کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اکثر

حضرات تو اس کا انکار کرتے ہیں، حافظ ابن حجرؒ نے جمہور کا یہی مذہب بتایا ہے، مگر کچھ حضرات کہتے ہیں کہ سحر کے ذریعہ اشیاء کی حقیقت اور ماہیت وصورت تبدیل کی جاسکتا ہے۔ مثلاً انسان کو حیوان کی صورت میں اور حیوان کو جماد کی اور جماد کو حیوان کی صورت میں بدلا جاسکتا ہے۔ امام قرطبیؒ نے لکھا ہے کہ مالکی علماء اس بات کے قائل ہیں کہ ساحر سحر کے ذریعہ اپنے جسم کو اتنا باریک بنا سکتا ہے کہ سوراخ میں داخل ہوجائے اور سرکنڈے کے سرے پر کھڑا ہوجائے اور چاہے تو باریک دھاگے پر چل سکے، یا ہوا میں اڑ سکے اور پانی پر چل سکے۔

عمار ذھبیؒ کہتے ہیں کہ ولید بن عقبہ کے پاس ایک جادوگر تھا جو رسی پر چلا کرتا تھا اور گدھے کے پچھلے حصہ (دبر) سے گھس کر اس کے منہ کے راستے باہر آتا تھا۔ حضرت جندب بن کعبؓ نے اس کو قتل کیا تھا۔ (قرطبی)

سحر سے تبدیلی ماہیت ہونیکی تائید روایت سے اورعلامہ طیبیؒ کا قول

سحر کے ذریعہ تبدیلئ ماہیت وصورت کے جو حضرات قائل ہیں ان کی تائید حضرت کعب احبارؒ کی ایک روایت سے بھی ہوتی

ہے۔ انہوں نے فرمایا۔

﴿لولا كلمات أقولهن لجعلتنى يهود حمارا ، فقيل له ماهن قال:أعوذ بوجه الله العظيم الذى ليس شئى اعظم منه وبكلمات الله التامات التى لايجاوز هن برولافاجر وبأسماء الله الحسنى ماعلمت منها ومالم أعلم من شر ماخلق وذرا أوبرا﴾(رواہ مالکؒ)

''اگر وہ کلمات نہ ہوتے جو میں پڑھتا ہوں تو یہودی مجھے گدھا بنادیتے، ان سے پوچھا گیا کہ وہ کلمات کیا ہیں تو انہوں نے فرمایا اعوذبوجہ اللہ العظیم الذی الخ علامہ طیبیؒ نے اس روایت کے ذیل میں فرمایا کہ غالباً کعب احبارؒ کی مراد یہ ہے کہ میرے اسلام قبول کر لینے کی وجہ سے یہودی مجھ سے اس قدر بغض رکھتے ہیں کہ اگر میں ان کلمات کے ساتھ تعوذ نہ کرتا تو وہ جادو کے ذریعہ میری حقیقت بدل کر مجھے گدھا

بنادیتے۔''

﴿ لعله ارادان اليهود سحرته ولولا استعاذتی بهذه الكلمات لتمكنوا من أن يقلبوا حقيقتی لبغضهم اياى حيث أنی اسلمت ﴾ (طیبی)

حضرات فقہاءؒ کی نظر میں عمل سحر کا حکم

عمل سحر کے بارے میں تمام فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ اس کا کرنا، کرانا حرام اور بدترین گناہ کبیرہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مہلکِ دین چیزوں میں شمار فرمایا ہے اور سحر کا عمل اگر کلماتِ شرک وکفر یا اعمال کفریہ پر مشتمل ہوتو اس کا کرنا کفر اور کرنے والا خارج اسلام اور بالاتفاق واجب القتل ہے، اور امام مالکؒ کے نزدیک تو ان کی ایک روایت کے مطابق ساحر کو نفس سحر کی وجہ سے قتل کرنا ضروری ہے اس سے توبہ بھی نہیں کرائی جائے گی۔ امام احمدؒ کی بھی ایسی ہی ایک روایت ہے۔ (فتح الباری)

جمہور فقہاءؒ کے نزدیک ساحر کو قتل کرنا ضروری ہے

بلکہ ملا علی القاریؒ نے تو شرح فقہ اکبر میں جمہور فقہاءؒ کا مذہب بھی یہی لکھا ہے کہ ساحر کو قتل کرنا واجب ہے۔ حضرت عمر، ابن

عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم وغیرہ کا بھی یہی مذہب تھا۔ یہ یا تو اس لئے کہ مطلق سحر کی وجہ سے ساحر کافر ہوگیا، اس لئے قتل کیا جائے گا اور یا اس کے فساد فی الارض برپا کرنے کی بناء پر اس کو قتل کرنا ضروری ہے، دونوں قول ہیں۔

تعلیم سحر کا حکم کیا ہے؟

البتہ سحر کی تعلیم وتعلم کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ بھی حرام ہے یا نہیں؟ بعض حضرات نے تو اس کی تعلیم کو مطلقاً کفر کہا ہے اور انہوں نے

﴿وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾

سے استدلال کیا، چونکہ اس میں ان کے کفر کی علت تعلیم سحر قرار دی گئی ہے۔ مگر جمہور فقہاءؒ کا مذہب یہ ہے کہ سحر کا سیکھنا سکھانا صرف حرام ہے چونکہ یہ چیز آگے چل کر بہت سے مفاسد ومنکرات کا ذریعہ بنتی ہے اس لئے سدّ ذرائع کے طور پر اسے حرام کہا جائے گا۔

(روح المعانی)

البتہ اگر وہ سحر کلماتِ کفر وشرک یا اعمال کفریہ پر مشتمل ہو تو اس کا سیکھنا سکھانا کفر ہے۔ بعض حضرات نے کہا کہ اگر سحر کی تعلیم

وتعلم کا مقصود دوسروں کا اضلال واغواء ہے تب تو حرام ہے لیکن اگر مقصود یہ نہ ہوتو مباح ہے۔

امام رازیؒ کی رائے اور اس کا ضعف

امام رازیؒ کی رائے بھی یہ ہے کہ 'علم من حیث العلم' اس کے تعلیم وتعلم میں کوئی قباحت نہیں بلکہ علم من حیث ھو ایک اشرف شئی ہے۔ جیسا کہ

﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾

کے عموم سے معلوم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ فرماتے ہیں کہ سحر کے علم سے اگر واقفیت نہ ہوتو معجزہ اور سحر کے درمیان فرق کرنا ممکن نہیں ہوگا، حالانکہ ان کے فرق کو جاننا ضروری ہے اس لئے اس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ علم سحر حاصل کرنا ضروری ہو، نہ کہ حرام وقبیح، اسی لئے بعض حضرات نے تو مفتی کے لئے علم سحر کو واجب قرار دیدیا تا کہ اسے معلوم ہوسکے کہ سحر کی کونسی صورت میں ساحر پر قصاص آئے گا اور کونسی میں نہیں۔ (روح المعانی)

مگر یہ استدلال درست نہیں ہے اس لئے کہ مفتی کے فتوی دینے کے لئے اسے خود سحر کا جاننا ضروری نہیں بلکہ بقول حافظ ابن

حجرؒ اگر دوسرے دو عادل آدمی جو سحر کی معرفت رکھتے ہوں اور اس سے تائب ہو چکے ہوں، شہادت دیدیں کہ یہ سحر مہلک اور قاتل ہے یا نہیں ہے، تو فتویٰ کے لئے یہ کافی ہے۔ (روح المعانی)

جمہور فقہاءؒ اور اکابر صحابہؓ کا ساحر کے بارے میں فتویٰ

جس ساحر کا سحر قولاً یا فعلاً کفر وشرک پر مشتمل ہواس ساحر کا قتل تو بالاتفاق ضروری ہے لیکن اگر اس میں شرک وکفر کی دوسری کوئی بات نہ ہوتو نفس سحر کی وجہ سے ساحر کو قتل کیا جائے گا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور ایک قول میں امام احمدؒ کے نزدیک نفس سحر کی وجہ سے بھی ساحر کا قتل کرنا واجب ہے۔

(فتح الباری وشرح فقہ اکبر)

حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی یہی منقول ہے، ان حضرات فقہاءؒ کی دلیل حضرت عمرؓ کی یہ روایت ہے، اقتلوا کل ساحر وساحرۃ، چنانچہ اس حکم پر تین ساحر قتل کئے گئے اسی طرح حضرت حفصہ ام المومنین رضی اللہ عنہا پر ان کی ایک جاریہ نے سحر کردیا، پوچھ گچھ پر اس نے اقرار کرلیا

تو عبدالرحمٰن بن زیدؓ کے حکم سے اس کو قتل کیا گیا۔ (روح المعانی)

امام شافعی کی رائے

مگر امام شافعیؒ، امام ابوالمنذر اور ایک قول کے مطابق امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک نفس سحر کی وجہ سے ساحر کو قتل نہیں کیا جائے گا تاوقتیکہ اس میں کفر وشرک شامل نہ ہو یا اس سحر کے ذریعہ مسحور کی ہلاکت متحقق نہ ہو جائے۔ (شرح فقہ اکبر للقاریؒ وتفسیر القرطبیؒ)

وظائف اور تعویذات کا حکم

سحر کے مخصوص اور مروجہ طریقوں کے علاوہ اورادو وظائف اور تعویذات وعملیات کے ذریعہ محض بغض وعداوت کی بناء پر ناحق کسی کو نقصان پہنچانا، اہلِ خانہ میں باہمی نفرت پیدا کرادینا، آپس میں پھوٹ ڈالنا، زوجین میں تفریق کرادینا، یا اس کے علاوہ کوئی دوسرا جسمانی یا مالی نقصان پہنچانا بھی سحر میں داخل ہے، جو گناہ کبیرہ اور سحر کی دوسری صورتوں کی طرح حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے تمام لوگوں کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا کہ "سحر کرنے اور سحر کرانیوالے کا ہم سے کوئی تعلق نہیں، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے

حدیث بالا کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دوبارہ وضاحت کے ساتھ تنبیہ فرمائی کہ

﴿من أتى كاهناً فصدقه بما يقول فقد كفر بما انزل على محمد صلى الله عليه وسلم﴾

"جو شخص کاہن کے پاس آیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی اور اس کو سچا سمجھا تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ چیز کا کفر کیا۔"

(یعنی قرآن وسنت کا) چونکہ قرآن وسنت میں غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ سے ساتھ مختص بیان کیا گیا ہے جو مخلوق میں کسی کو بھی حاصل نہیں۔

﴿ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

"آپ بتادیجئے کہ آسمانوں اور زمین میں غیب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

حضرات انبیاء علیہم السلام کو بھی اللہ تعالیٰ کے بتانے ہی سے کچھ پوشیدہ باتوں کا علم ہوا، وہ بھی سب کا نہیں، جن باتوں کا بتانا

منصب نبوت کے لئے اللہ تعالٰی نے مناسب یا ضروری سمجھا وہ آپ کو بتادی گئیں، باقی نہیں، اس لئے اب کسی دوسرے شخص کا ا... بارے میں علم غیب کا دعوٰی کرنا، جھوٹ اور افتراء ہے۔

مفہوم حدیث

اس حدیث میں اشارہ ہے کہ اگر کوئی شخص کاہن کے پاس اس کی تکذیب وتردید یا اس کو ملامت کرنے کے لئے گیا تو وہ اس وعید میں داخل نہیں، لیکن اگر جا کر اس کی باتوں کی تصدیق کی اور اس کو سچا سمجھا تو وہ اس وعید میں داخل ہوگا۔

خلاصہ کلام

حاصل یہ ہے کہ کاہنوں، نجومیوں اور جوتشیوں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ خود غیب دان ہوتے ہیں یا انکو کسی طرح غیب کا علم حاصل ہوجاتا ہے یا یہ علم نجوم یا کسی دوسرے علم کے ذریعہ مستقبل کے حالات ومعاملات کا یقینی پتہ لگالیتے ہیں، یہ سب شرک وکفر ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والے کا ایمان باقی نہیں رہتا، اللہ تعالٰی ہم سب کو ہر قسم کے شرک وکفر سے محفوظ رکھے اور ایمان کامل پر خاتمہ فرمائے۔ آمین

وصلَی اللّٰه تعالیٰ علٰی خیر خَلقه محُمّد وآله واصحَابه اجمَعِین